قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 12 اگست 2020ء | 22 ذوالحجہ 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:190

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کرکے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

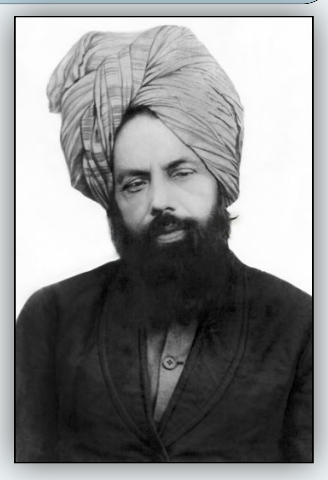

برکاتِ تقویٰ

پس ہمیشہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے تقویٰ وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک نشان یہ بھی رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہات دنیا سے آزاد کرکے اس کے کاموں کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا: وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔ (الطلاق ۳،۴) جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم وگمان میں نہ ہوں، یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ناکارضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا مثلاً ایک دکان دار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اس کا کام ہی نہیں چل سکتا، اس لئے وہ دروغگوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے، لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا ہے اور اسے ایسے مواقع سے بچا لیتا ہے جو خلافِ حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ کو جب کسی نے چھوڑا، تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رحمان نے چھوڑ دیا، تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقت والا ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ (الطلاق:۴) لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے، وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں اور دنیوی امور حوالہ بخدا تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں غرض برکاتِ تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور میں حارج ہوں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 8)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ

(سورہ الطلاق 3تا4)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اُس کے لئے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اُسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جن کا ولی اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور جن کا ولی خدا تعالیٰ ہو جاتا ہے اُن کے غم اور خوف تو ویسے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ آئندہ کے لئے نیک عمل کرنے کی طرف اُن کی توجہ ہو جاتی ہے۔ گزشتہ کے اگر کوئی برے عمل ہیں تو اُن سے معافی ہو جاتی ہے۔ انسان کو اپنے مستقبل کے بارے میں خوف رہتا ہے۔ یہاں مثلاً بہت سارے اسائلم سیکرز (Asylum Seekers) آئے ہوئے ہیں، اُن کو ہر وقت فکر پڑی رہتی ہے کہ پتہ نہیں ہمارا کیا فیصلہ ہو گا، کیا بنے گا؟ بعض میں نے دیکھے ہیں، اس خوف کی وجہ سے کئی کلو اپنا وزن کم کر چکے ہیں۔ ملتے ہیں تو چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہوتی ہیں۔ کوئی اپنے بزنس کے حالات کی وجہ سے پریشان ہے۔ خوفزدہ رہتا ہے کہ پتہ نہیں آئندہ کیا ہو گا؟ طلباء ہیں تو اپنے امتحانوں کی وجہ سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ غرض آئندہ آنے والی باتیں انسان کو ایک خوف کی حالت میں رکھتی ہیں جب تک کہ اُن کے نتائج اُن پر ظاہر نہ ہو جائیں۔ اسی طرح حزن ہے یا غم ہے جو گزری ہوئی باتوں کا ہوتا ہے۔ جتنا بڑا غم ہو انسان اُتنا ہی زیادہ غمگین رہتا ہے۔ بعض دنیا دار اپنے کاروباروں کے نقصان میں اس قدر غمگین ہو جاتے ہیں کہ اُس کا مستقل روگ لگا لیتے ہیں۔ بعض دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں، بعض پر دل کے ایسے حملے ہوتے ہیں کہ مستقل بستر پر لیٹ جاتے ہیں یا دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ بہرحال ایک متقی مومن اور احسان کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن کو نہ کوئی خوف ہو گا، نہ غم۔ ایک دیندار انسان جس کو خدا تعالیٰ کی صفات کا صحیح ادراک ہے اور اُس کے مطابق وہ اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے، وہ کبھی

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- مسجد اور بیت میں فرق اور جماعت احمدیہ پر لازوال انعامات خداوندی کا نزول
- حوادثِ طبعی یا عذابِ الٰہی
- طہارت اور پاکیزگی۔ روحانیت کے لوازم
- دو بزرگ۔ دو کتابیں

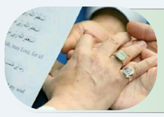

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی:۔

شادیاں کرو اور دین کی خاطر کرو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شادیاں کی تھیں اور اسی غرض کے لئے کی تھیں اور یہ اسوہ ہمارے سامنے قائم فرمایا کہ شادیاں کرو اور دین کی خاطر کرو۔

...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے ہر اس چیز سے بچنا ہوگا جو دین میں برائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے۔ اس برائی کے علاوہ بھی بہت سی برائیاں ہیں جو شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں اور جن کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں یہ برائیاں جو ہیں اپنی جڑیں گہری کرتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح دین میں اور نظام میں ایک بگاڑ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، اب پھر کہہ رہا ہوں کہ دوسروں کی مثالیں دے کر بچنے کی کوشش نہ کریں، خود بچیں۔ اور اب اگر دوسرے احمدی کو یہ کرتا دیکھیں تو اس کی بھی اطلاع دیں کہ اس نے یہ کیا تھا۔ اطلاع تو دی جاسکتی ہے لیکن یہ بہانہ نہیں کیا جاسکتا کہ فلاں نے کیا تھا اس لئے ہم نے بھی کرنا ہے تا کہ اصلاح کی کوشش ہو سکے، معاشرے کی اصلاح کی جاسکے۔ ناچ ڈانس اور بیہودہ قسم کے گانے جو ہیں ان کے متعلق مَیں نے پہلے بھی واضح طور کہہ دیا ہے کہ اگر اس طرح کی حرکتیں ہوں گی تو بہرحال پکڑ ہو گی۔ لیکن بعض برائیاں ایسی ہیں جو گو کہ برائیاں ہیں لیکن ان میں یہ شرک یا یہ چیزیں تو نہیں پائی جاتیں لیکن لغویات ضرور ہیں اور پھر یہ رسم و رواج جو ہیں یہ بوجھ بنتے چلے جاتے ہیں۔ جو کرنے والے ہیں وہ خود بھی مشکلات میں گرفتار ہو رہے ہوتے ہیں اور بعض جو ان کے قریبی ہیں، دیکھنے والے ہیں، ان کو بھی مشکل میں ڈال رہے ہوتے ہیں ان میں جہیز ہیں، شادی کے اخراجات ہیں، ولیمے کے اخراجات ہیں، طریقے ہیں اور بعض دوسری رسوم ہیں جو بالکل ہی لغویات اور بوجھ ہیں۔ ہمیں تو خوش ہونا چاہئے کہ ہم ایسے دین کو ماننے والے ہیں جو معاشرے کے، قبیلوں کے، خاندان کے رسم و رواج سے جان چھڑانے والا ہے۔ ایسے رسم و رواج جنہوں نے زندگی اجیرن کی ہوئی تھی۔ نہ کہ ہم دوسرے مذاہب والوں کو دیکھتے ہوئے ان لغویات کو اختیار کرنا شروع کر دیں۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خوبصورت مثال

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مثال ہمارے سامنے قائم فرمائی۔ آپ کی لاڈلی بیٹی کی شادی ہوئی سب جانتے ہیں پہلے بھی کئی دفعہ سن چکے ہیں، کس طرح سادگی سے ہوئی؟ اگر دینا چاہتے تو بہت کچھ دے سکتے تھے۔ لوگ تو قرض لے کر جہیز بناتے ہیں۔ آپ کے صحابہ تو آپ پر بہت کچھ نچھاور کر سکتے تھے۔ کئی صاحب حیثیت تھے، چیزیں مہیا کر سکتے تھے لیکن سادگی سے ہی آپؐ نے رخصت کیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا اور ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم حضرت فاطمہؓ کو تیار کریں اور ان کو حضرت علیؓ کے پاس لے جائیں۔ اس سے پہلے انہوں نے اپنے کمرے کی تیاری کی جس کا نقشہ کھینچا کہ ہم نے کمرے میں مٹی سے لپائی کی پھر دو تکئے تیار کئے جن میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ پھر ہم نے لوگوں کو کھجور اور انگور کھلائے اور انہیں میٹھا پانی پلایا اور ہم نے ایک لکڑی لی جس کو ہم نے کمرے کے ایک طرف لگا دیا تا کہ اس کو کوئی کپڑا لٹکانے اور مشکیزہ لٹکانے کے لئے استعمال کیا جاسکے۔ پس ہم نے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے زیادہ اچھی شادی اور کوئی نہیں دیکھی۔

(سنن ابی ماجہ کتاب النکاح باب الولیمہ)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء) (الفضل انٹرنیشنل 16تا22دسمبر 2005ء)

نظم

کبھی پُرسوز لہجے میں ہمیں قرآں سناتا ہے
کبھی حمد و ثناء کرتے ہوئے نغمات گاتا ہے
کبھی تپتی مسافت میں یہ چھاؤں ڈھونڈ لاتا ہے
جسے ہم دیکھنا چاہیں وہی صورت دکھاتا ہے
ہمارے کر گیا ہے وصل کے سامان ایم ٹی اے
خدائے عز و جل کا ہے بڑا احسان ایم ٹی اے

زمیں سے دیکھ لو جاتی ہے یہ کیسے ستاروں تک
امامِ وقت کی آواز دنیا کے کناروں تک
اِدھر بولے، اُدھر پہنچے کروڑوں جاں نثاروں تک
حصاروں سے نکل کے مرغزاروں ریگزاروں تک
برستی آسماں سے ہے مئے عرفان ایم ٹی اے
خدائے عز و جل کا ہے بڑا احسان ایم ٹی اے

عزیزو دیکھنا ہاں دیکھنا وہ بھی سماں ہوگا
خلافت کے اسی پرچم تلے سارا جہاں ہوگا
محمدؐ کی غلامی میں رواں یہ کارواں ہوگا
ہر اِک فرعون اور ہامان یادِ رفتگاں ہوگا
کرے گا شان و شوکت سے یہی اعلان ایم ٹی اے
خدائے عز و جل کا ہے بڑا احسان ایم ٹی اے

(مبارک صدیقی)

اداریہ

مسجد اور بیت میں فرق اور جماعت احمدیہ پر لازوال انعامات خداوندی کا نزول

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِی بَیْتٍ مِنْ بُیُوتِ اللّٰہِ تَعَالٰی یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْھُمُ الْمَلَآئِکَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ

(سنن ابی داؤد باب ثواب تلاوت القرآن)

کہ جو بھی قوم (جماعت) اللہ کے گھروں یعنی مساجد میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتی اور باہم اسے پڑھتی پڑھاتی ہے اس پر سکینت نازل ہوتی ہے، اسے اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے اسے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے، جو اس کے پاس رہتے ہیں یعنی مقربین ملائکہ میں۔

آخری زمانہ کی علامات میں مساجد کے حوالہ سے یہ بھی حدیث ہے کہ امام مہدی کے نزول کے وقت مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی اور ویران۔ عربی الفاظ یوں ہیں:

یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ، مَسَاجِدُ ھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِنَ الْھُدٰی عُلَمَآءُ ھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث، صفحہ 38)

اب ان دونوں احادیث کو تقابلی انداز میں دیکھیں تو پہلی حدیث میں آنحضور ﷺ نے عبادت گاہ کے لئے بیت یا بیوت کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے معنی گھر کے ہوتے ہیں یعنی اللہ کا گھر۔ خانہ کعبہ کے لئے بھی «بیت اللہ «کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جبکہ دوسری حدیث میں آنحضور ﷺ نے عبادت گاہ کے لئے مسجد کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ مسلمانوں کی مساجد نمازیوں سے آباد تو ہوں گی مگر ہدایت نام کی کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔ ہم نے اس کرونا وبا کے دنوں میں دیکھا کہ بعض اسلامی ممالک اور برطانیہ جیسے سیکولر ملک میں بھی مسلمانوں نے حکومتی پابندیوں کے برخلاف SOP کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مساجد میں حاضر ہو کر انہیں آباد کرنے اور رکھنے کی کوشش کی اور پھر انہی مساجد سے حکومت کے خلاف مظاہرے بھی دیکھنے کو ملے۔ آج کل ہمیں سوشل میڈیا پر مساجد کے منبرز سے علماء کے جو خطبات اور خطابات کے کلپس (Clips) سننے کو ملتے ہیں۔ ان سے ایک مذہب کی دوسرے کے خلاف نفرت، دشمنی اور ہنگامہ آرائی کی تعلیم ملتی ہے اور ہر جمعہ کو مولوی نمازیوں کو لے کر جلوس کی شکل میں باہر آجاتے ہیں۔حکومت وقت کے خلاف، کبھی کسی ادارے کے خلاف، کبھی کسی فرقہ کے خلاف اور کبھی اپنے ناجائز مطالبات منوانے کے لئے اور پھر توڑ پھوڑ اور حکومتی املاک کو نقصان بھی پہنچاتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے اسی وجہ سے فرمایا کہ اُخروی دور میں مساجد آباد ہوں گی، نمازی کثرت سے نظر آئیں گے مگر ہدایت و رُشد کا کوئی سبق نظر نہیں آئے گا۔قرآن کے الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ زبان سے تو اللہ کی کتاب قرآن کریم کی تلاوت سنائی تو دے گی مگر حلق سے نیچے نہیں اُتریں گے اور عمل سے بے بہرہ ہوں گے۔

اس کے بالمقابل بعض اسلامی عبادت گاہوں (جو بیوت اللہ ہوں گی) میں امام اور اس کے مقتدی یعنی نمازی بھی بیوت میں جمع ہوں گے جو اللہ کی کتاب پڑھیں گے یعنی تلاوت کریں گے اور آپس میں مل بیٹھ کر درس بھی دیں گے اور معارف و حقائق بکھیریں گے۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے جو انعام ہوں گے وہ یہ ہیں۔

1۔ ان پر سکینت نازل ہو گی۔

2۔انہیں اللہ کی رحمت ڈھانپ لے گی۔

3۔فرشتے انہیں گھیرے رکھیں گے۔

4۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس مقربین فرشتوں میں کرتا رہے گا۔

یہ وہ چار انعام خداوندی ہیں جن کا اُوپر احادیث میں ذکر ہے۔قرآن کریم نے عبادت الٰہی کے لئے تعمیر ہونے والے پہلے مرکز کو بھی بیت کے نام سے ہی موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ

(آل عمران:97)

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بَکَّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔

دنیا کی بعض جگہوں پر چونکہ احمدیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روک دیا گیا ہے اور وہ اپنی عبادت گاہوں کو» مساجد» کے الفاظ سے یاد نہیں کر سکتے ہیں اس لئے دنیا بھر میں بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی اقتداء میں جماعت احمدیہ نے عبادت گاہوں کے لئے «بیوت» کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اور حقیقت میں دو اور دو۔ چار کی طرح یہ انعامات خداوندی کے وارث جماعت احمدیہ اور اس کے ماننے والے ہیں۔ جہاں امن ہی امن نظر آتا ہے۔ نہ کبھی لڑائی، نہ کوئی جھگڑا، نہ کبھی کسی فرقہ کے خلاف منصوبہ بندی اور نہ کبھی توڑ پھوڑ کے منصوبے اور ہنگامہ آرائی اور جماعت احمدیہ کا یہ طرّہ امتیاز اب ساری دنیا میں ایک امتیاز کے طور پر سامنے آچکا ہے اور دنیا میں بسنے والے جماعت احمدیہ کے مدّاح اور Well wishers اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے کہ یہ پُرامن جماعت ہے۔ ہمارے جلسہ ہائے سالانہ پر سلوگن Love for all hatred for none کو اپنی تقاریر میں سراہتے ہیں۔ہمیں بعض ممالک میں تکالیف اور مشکلات کا بھی سامنا رہتا ہے مگر ہم ان تمام تکالیف کو بطیب خاطر قبول کرتے اور امن کو فروغ دیتے ہیں۔

یہ دراصل اس عظیم انعام خداوندی کی بدولت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خلافت کے نام سے ہمیں عطا فرما رکھا ہے۔ دربار خلافت یا خلافت کے پلیٹ فارم سے گزشتہ 100 سال سے امن و آشتی کے پیغامات مل رہے ہیں۔ ’’گالیاں سُن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو‘‘ کی تعلیم ہمارے دلوں میں راسخ ہو رہی ہے اور ہم نے یہ مسلسل دیکھا کہ ان تکالیف کے باوجود ہم پُرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی رہتی ہے۔جس کا نظارہ ہم میں سے ہر کوئی ہر لمحہ دیکھتا اور ملاحظہ کرتا ہے۔ دوسرے نمبر پر اللہ تعالیٰ کی رحیمیت ہمیں ڈھانپے رکھتی ہے۔جس طرح مرغی اپنے بچوں کو خطرے کے وقت پروں کے نیچے لے کر محفوظ کر لیتی ہے۔ اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں، خلافت اور خلافت کے پروں تلے محفوظ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تیسرے نمبر پر فرشتے سایہ فگن ہوتے ہیں اور ہم ان کی حفاظت میں زندگی بسر کرتے ہیں اور آخری اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے ان نیک اسلامی اعمال کے پیش نظر اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود مقرب فرشتوں سے تذکرہ کرتا اور وہ برکات الٰہی کے ساتھ جماعت احمدیہ پر من حیث الجماعت اور انفرادی طور پر ہر فرد جماعت پر لے کر حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مخالفت تو ہمارے لئے کھاد کا کام کرتی ہے۔جس طرح باغیچے میں کھاد ڈالی جائے تو وہ باغیچہ سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے اسی طرح جماعت احمدیہ کے باغ میں یہ کھاد ہمارے پروان چڑھنے اور مضبوطی کا پیغام لے کر آتی ہے۔ 131 سال میں ایک ننھا پودا اب تناور درخت بن گیا ہے۔جس کی شاخیں تمام دنیا پر پھیل گئی ہیں اور کروڑوں روحانی پرندے اس کے سایہ تلے پُرامن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مالی نظام مستحکم ہوا ہے۔ 70 سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہو کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکے ہیں۔سینکڑوں مربیان، مبلغین، معلمین تبلیغ اسلام کے لئے دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ بیوت اللہ کی تعمیر ہو رہی ہے۔مشن ہاؤسز تعمیر ہو رہے ہیں۔ الغرض جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ کا نظارہ دنیا بھر میں دیکھنے کو مل رہا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

جنت کا دروازہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

قابل رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی۔ (بخاری)

پھر فرمایا۔

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ’’باب الصدقہ‘‘ ہے جہاں سے صدقہ وخیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔ (مسلم)

احباب وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے صدقات/عطیہ جات فضل عمر ہسپتال کی مد امداد نادار مریضان اور مد ڈویلپمنٹ میں جمع کروا کر دکھی انسانیت کی خدمت میں اپنا حصہ ڈالیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

حوادث طبعی یا عذاب الٰہی

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

(قسط ہشتم)

چوتھی شق۔ جماعت کی عمومی حفاظت کا وعدہ

اب ہم پیشگوئی کی چوتھی شق کو لیتے ہیں جس میں جماعت احمدیہ کی عمومی حفاظت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس دعویٰ میں اولیت حاصل تھی کہ یہ طاعون چونکہ عذاب الٰہی ہے اس لئے اس کا روحانی علاج ہی تجویز ہونا چاہئے۔ لیکن حضور علیہ السلام کے اس دعویٰ کے بعد بکثرت دوسرے مذاہب اور فرقوں کے رہنما بھی اس نقطہ نگاہ میں آپ سے متفق ہو گئے البتہ اس اصل کو تسلیم کرتے ہوئے جو نتیجہ نکالا وہ بالکل مختلف تھا۔ گو سبھی یہ تسلیم کرتے تھے کہ اس عذاب سے بچنے کے لئے کوئی روحانی علاج ہی تجویز ہونا چاہئے لیکن ان میں سے ہر ایک الگ الگ اور مختلف روحانی علاج تجویز کر رہا تھا جس کے نتیجے میں وسیع پیمانے پر مذہبی مقابلہ کی ایک دلچسپ صورت پیدا ہوگئی۔ خصوصاً پنجاب کی سرزمین تو اس پہلو سے ایک وسیع مذہبی اکھاڑے میں تبدیل ہوگئی جس کی مٹی کو بلائے طاعون نے ہل چلا چلا کر اس مقصد کے لئے نرم اور سازگار بنا رکھا تھا۔ طاعون سے بچنے کے لئے جو مختلف نسخہ جات منظر عام پر آ رہے تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اور مسلمان لوگ جیسا کہ میاں شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کے اشتہار سے سمجھا جاتا ہے جس کو انہوں نے ماہ حال یعنی اپریل 1902ء میں شایع کیا ہے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تمام فرقے مسلمانوں کے شیعہ سنی مقلد غیر مقلد میدانوں میں آ کر اپنے اپنے طریقہ مذہب میں دعائیں کریں اور ایک ہی تاریخ میں اکٹھے ہو کر نماز پڑھیں تو بس یہ ایسا نسخہ ہے کہ معاً اس سے طاعون دور ہوجائے گی مگر اکٹھے کیونکر ہوں اس کی کوئی تدبیر نہیں بتلائی گئی۔ ظاہر ہے کہ فرقہ وہابیہ کے مذہب کے رو سے تو بغیر فاتحہ خوانی کے نماز درست ہی نہیں پس اس صورت میں ان کے ساتھ حنفیوں کی نماز کیونکر ہوسکتی ہے۔ کیا باہم فساد نہیں ہوگا ماسوا اس کے اس اشتہار کے لکھنے والے نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ ہندو اس مرض کے دفع کے لئے کیا کریں۔ کیا ان کو اجازت ہے یا نہیں کہ وہ بھی اس وقت اپنے بتوں سے مدد مانگیں۔ اور عیسائی کس طریق کو اختیار کریں۔ اور جو فرقے حضرت حسین یا علی رضی اللہ عنہ کو قاضی الحاجات سمجھتے ہیں اور محرم میں تعزیوں پر ہزاروں درخواستیں مرادوں کے لئے گزارا کرتے ہیں اور یا جو مسلمان سید عبد القادر جیلانی کی پوجا کرتے ہیں یا جو شاہ مدار یا سخی سرور کو پوجتے ہیں وہ کیا کریں اور کیا اب یہ تمام فرقے دعائیں نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فرقہ خوف زدہ ہو کر اپنے اپنے معبود کو پکار رہا ہے ....

یہ تو مسلمانوں کے خیالات ہیں جو طاعون کو دور کرنے کے لئے سوچے گئے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خیالات کے لئے ابھی ایک اشتہار پادری وائٹ بریخت صاحب اور ان کی انجمن کی طرف سے نکلا ہے اور وہ یہ کہ طاعون کے دور کرنے کے لئے اور کوئی تدبیر کافی نہیں بجز اس کے کہ حضرت مسیح کو خدا مان لیں اور ان کے کفارہ پر ایمان لے آویں۔

اور ہندوؤں میں سے جو آریہ دھرم کے لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ بلائے طاعون وید کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے تمام فرقوں کو چاہئے کہ ویدوں کی ست ودیا پر ایمان لاویں اور تمام نبیوں کو نعوذ باللہ مفتری قرار دے دیں تب اس تدبیر سے طاعون دور ہوجائے گی۔

’’اور ہندوؤں میں جو سناتن دھرم فرقہ ہے اس فرقہ میں دفع طاعون کے بارے میں جو رائے ظاہر کی گئی ہے اگر ہم پرچہ اخبار عام نہ پڑھتے تو شاید اس عجیب رائے سے بے خبر رہتے اور وہ رائے یہ ہے کہ یہ بلائے طاعون گائے کی وجہ سے آئی ہے۔ اگر گورنمنٹ یہ قانون پاس کر دے کہ اس ملک میں گائے ہرگز ہرگز ذبح نہ کی جائے تو پھر دیکھئے کہ طاعون کیونکر دفع ہوجاتی ہے۔ بلکہ اسی اخبار میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے گائے کو بولتے سنا کہ وہ کہتی ہے کہ میری وجہ سے ہی اس ملک میں طاعون آیا ہے۔‘‘

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 223-224)

ان مختلف روحانی نسخہ جات کے بعد آپ نے اس بارہ میں اپنا موقف حسب ذیل الفاظ میں بیان فرمایا:۔

’’اس بیماری کے دفع کے لئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں۔‘‘

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 226)

آیئے اب ہم دیکھیں کہ اس بلائے طاعون کی خود اپنی ادائیں کیا کہتی تھیں۔ عذاب الٰہی کے سے بامقصد اور سنجیدہ آداب تھے یا حوادث زمانہ کے سے لاابالی اور بےنظم وضبط اطوار۔ اس زاویہ نگاہ سے واقعات کا ایک سرسری جائزہ لینے سے ہی یہ حقیقت منکشف ہوجاتی ہے کہ اس طاعون کی روش اتفاقی حوادث کے تابع نہیں تھی بلکہ عذاب الٰہی کی بالاتر تقدیر کے ماتحت تھی۔ حوادث کا قانون تو اندھا ہوتا ہے، نیک و بد میں تمیز نہیں جانتا۔ سچے اور جھوٹے میں فرق نہیں کرسکتا بلکہ سب پر یکساں جاری ہوتا ہے لیکن طاعون کی یہ وباء اندھی نہ تھی۔ سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھاتی تھی۔ اس کی پکڑ کا اصول سب پر یکساں جاری نہ تھا۔ بعضوں کو غیر معمولی سختی سے پکڑتی تھی اور بعضوں سے بڑی ملائمت کا سلوک کرتے ہوئے صرف نظر کر جاتی تھی۔ اس نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں ایسا صاف اور بین فرق کر کے دکھایا کہ ایک زمانہ گواہ ٹھہرا اور وہ گواہیاں صفحہ ہستی پر ایک ایسا پائیدار نقش بن گئیں جو اس دعویدار کی صداقت پر گویا بولتی تصویریں تھیں۔ اگر یہ بیماری طبعی حوادث کا نتیجہ ہوتی تو بلاشبہ اسے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے متبعین سے بھی ویسا ہی سلوک کرنا چاہئے تھا جیسا اس نے دوسرے معالجین روحانی سے کیا۔ احمدی بستیاں بھی ویسے ہی اجڑ جاتیں جیسے دوسری بستیاں اجڑ رہی تھیں۔ بلکہ ان سے بڑھ کر گلشن احمدیت پر تباہی آنی چاہئے تھی۔ حضرت اقدس علیہ السلام اور دوسرے مذہبی رہنماؤں کے دعاوی میں ایک بہت بڑا اور بنیادی فرق تھا۔ ان میں سے کسی کا یہ دعویٰ نہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خاص خبر پا کر یہ علاج تجویز کر رہا ہے۔ پس کوئی وجہ نہ تھی کہ مجوزہ روحانی علاج کی ناکامی کی صورت میں ان کے مرید اور حلقہ بگوش اپنے مذہب ہی سے ارتداد اختیار کر جاتے لیکن حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا معاملہ کچھ اور تھا۔ آپ اگر اپنے دعویٰ میں جھوٹے نکلتے تو بلاشبہ آپ کی ساری جماعت بدظن اور مرتد ہو کر اپنے آبائی فرقوں کی طرف لوٹ جاتی۔ وہ آپ کے گرد جمع ہی اس بنا پر ہوئے تھے کہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس نے آپ کو زمانے کا امام بنا کر بھیجا ہے۔ محض اس یقین کی بناء پر تو انہوں نے ایک ایسا مسلک اختیار کیا تھا جس کا اختیار کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ احمدی ہوتے ہی اپنے پرائے ہوجاتے تھے۔ آشنا بیگانے بن جاتے تھے۔ بسا اوقات اپنے گھروں سے نکالے جاتے اور وطنوں سے بے وطن کئے جاتے۔ جاں نثار دوست خون آشام دشمن بن جاتا۔ باصفا مرید خشمناک معاند میں تبدیل ہوجاتا۔ اموال لوٹ لئے جاتے۔ جائدادیں چھینی جاتیں۔ یہاں تک کہ بیوی بچے بھی الگ کر دیئے جاتے جو چیزیں خدا تعالیٰ نے ان پر حلال رکھی تھیں بندے ان پر حرام کر دیتے۔ چیزوں کا تو ذکر کیا خود زندگی حرام ہو جاتی۔ عزتیں ذلتوں میں بدل جاتیں۔ پھول پتھروں، اکرام و احترام کے القابات غلیظ گالیوں میں تبدیل کر کے کوڑا کرکٹ کی طرح ان پر صبح و شام انڈیلے جاتے۔ یہ تھی وہ جماعت جو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے گرد اکٹھی ہوئی تھی۔ اور یہ وہ قیمت تھی جو ایمان کا سودا چکاتے ہوئے انہوں نے ادا کی تھی۔ کیوں؟ محض اس لئے اور محض اس لئے کہ وہ اسے خدا کا فرستادہ سمجھتے تھے اور یقین جانتے تھے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اپنے رب کی طرف سے کہتا ہے۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ ایک ایسی جماعت جو انتہائی صبر آزما اور پر آزار ابتلاؤں کی سختیاں محض اس بناء پر برداشت کر رہی ہو کہ وہ ایک دعویدار کو خدا تعالیٰ کا سچا مرسل سمجھتی ہو۔ اگر اچانک یہ مشاہدہ کرے کہ اس شخص کا خدا تعالیٰ سے ہمکلامی اور نصرت الٰہی کے مورد ہونے کا دعویٰ محض ایک ڈھکوسلا تھا تو کیا وہ ایک لمحہ کے لئے بھی مزید اس کی تائید و تصدیق کا دم بھر سکتی تھی۔ اگر مرزا صاحب کا یہ دعویٰ جھوٹا نکلتا کہ طاعون احمدیوں کے ساتھ ایک نمایاں اور امتیازی سلوک کرے گی اور اکا دکا واقعات کے سوا عموماً احمدی اس کی زد سے محفوظ رہیں گے تو احمدیوں کا کیا سر پھر گیا تھا کہ عذاب کی دوہری چکی میں پیسے جاتے۔ دنیا کا عذاب بھی سہیڑتے اور الٰہی عذاب کا مورد بھی بنتے۔ انسانی بغض و عناد کی آگ میں بھی جلتے اور حوادث کی چکی میں بھی پیسے جاتے۔ کیا کوئی صاحب عقل ایک منٹ کے لئے بھی اس بعید از قیاس مفروضہ پر یقین کرسکتا ہے کہ طاعون کے زمانہ میں دنیا کے دھتکارے ہوئے، مارے کوٹے، گھروں سے نکالے ہوئے، برادریوں سے خارج کئے ہوئے، زمانے کے ستائے ہوئے، ٹوٹے ہوئے، دل جلائے ہوئے احمدی بستی بستی یہ اعلان کرتے پھرتے ہوں کہ اے دنیا والو! اگر طاعون کے اس ہولناک سیلاب سے بچنا چاہتے ہو تو آؤ تم بھی ہماری طرح نوح کے زمانہ کی اس کشتی میں سوار ہو جاؤ جس میں ہم سوار ہیں۔ اور اس اعلان کے ساتھ ساتھ طاعون کی ہلاکت خیز موجیں انہیں بھی اسی طرح لقمہ اجل بناتی چلی جائیں جس طرح دوسروں کی بناتی تھیں۔ کیا یہ ممکن تھا کہ دنیا انہیں پہلے سے کہیں بڑھ کر طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بناتی؟

ایک منٹ کے لئے نہیں کیا ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی صاحب رشد یہ سوچ سکتا ہے کہ ایسی صورت میں کوئی احمدی بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا دم بھرنے والا باقی رہ جاتا؟ یقیناً نہیں۔ آپ کے مبینہ افتراء پر طاعون زدہ علاقوں میں اس سے زیادہ قطعی اور اس سے زیادہ معتبر کوئی اور گواہ سوچا نہیں جا سکتا تھا۔ آپ کے خلاف طاعون کی یہ گواہی اتنی قطعی،

اتنی حقیقی اور اتنی نزدیک اور قوی اور شدید ہوتی کہ کسی متنفس میں یہ امت اور استطاعت نہ ہوتی کہ اس کا انکار کر سکے۔

پس اس پُر آشوب زمانہ میں جماعت احمدیہ کا غیر معمولی استقامت اختیار کرنا اور حضرت اقدس علیہ السلام کے تمام دعاوی پر استقامت سے مہر تصدیق ثبت کرنا اس امر کا ناقابل تردید گواہ ہے کہ افراد جماعت نے حضور علیہ السلام کے اس وعدہ کو پورا ہوتے دیکھا ہو گا کہ وہ طاعون کی رو سے غیر معمولی طور پر محفوظ رہیں گے۔

آج کے متلاشی حق کے لئے یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ اس زمانہ کے لوگوں کے لئے طاعون کی پیشگوئی کے سچا جھوٹا نکلنے کی صورت میں دو ہی راستے رہ جاتے تھے ایک وہ جو احمدیت میں داخل ہونے کا راستہ تھا۔ واقعاتی شہادت کی مشعل ہاتھ میں لئے ہوئے جب ہم مخالف سمتوں میں چلنے والی ان دو یکطرفہ راہوں پر نظر ڈالتے ہیں تو احمدیت سے نکل بھاگنے والی راہ کو سنسان اور ویران پاتے ہیں لیکن احمدیت میں داخل ہونے والی رہ پر خلائق کا ایسا ہجوم دیکھتے ہیں کہ کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔ جوق در جوق لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اور ایسے علاقوں میں بھی بکثرت نئی جماعتیں پیدا ہو رہی ہیں جہاں مخالفت کی شدت کے باعث اس سے قبل سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ طاعون کا ڈنڈا دنیا کی مخالفتوں کے مقابل پر زیادہ سخت ثابت ہوا پس یہی ڈنڈا جیتا اور پیہم شدید ضربات کے ساتھ احمدیت کی چار دیواری سے باہر کے بسنے والوں پر برستا رہا یہاں تک کہ ہزار ہا بلکہ لاکھوں انسانوں نے عافیت اور امان اسی میں دیکھی کہ حصار احمدیت میں داخل ہو جائیں۔

ہمارے اس دعویٰ کی صداقت کسی کاغذی شہادت کی محتاج نہیں۔ پنجاب کے طاعون زدہ علاقوں میں وہ تمام دیہات اس امر کا زندہ ثبوت ہیں جہاں احمدیت کا پودا اذن الٰہی کے ماتحت طاعون کے ہاتھوں لگایا گیا۔ اسی طرح وہ تمام احمدی جماعتیں اس دعویٰ کی صداقت پر مزید گواہی دے رہی ہیں جو طاعون سے پہلے قائم ہو چکی تھیں لیکن طاعون کے نتیجہ میں کم ہونے کی بجائے اور بھی زیادہ نشو و نما پانے لگیں۔ پس کیا یہ تعجب کی بات نہیں اور کیا اسے حادثہ طبعی قرار دینا کسی بھی منطق کی رو سے درست ہو گا۔ سیاہ موت کا یہ ہاتھ ہر دوسری سرزمین پر تو موت کے بیج بکھیرتا رہے لیکن احمدیت کی سرزمین میں داخل ہو تو زندگی کے پودے لگانے لگے۔ یہ صرصر جب دوسرے چمنستانوں پر چلے تو انہیں اجاڑنے اور ویران کرنے لگے لیکن جب صحن احمدیت میں داخل ہو تو ایک زندگی بخش باد بہار میں تبدیل ہو جائے جس سے چمن کا بوٹا بوٹا پتہ پتہ راضی ہو جائے۔ نئے شگوفے پھوٹنے لگیں، نئی کونپلیں نمودار ہونے لگیں، نئے پھول کھلنے لگیں ،نئے پھل آنے لگیں، روش روش پر زندگی انگڑائیاں لے اور سرسبزی، اور شادابی نچھاور ہو اور زبان حال سے طیور چمن مسیحائے زمان کے یہ نغمات الاپنے لگیں۔ ؎

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملاحت ہے عجب اس دلستاں میں
ہوئے بد نام ہم اس سے جہاں میں
ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

یہ کیسی بلائے زمانہ تھی، یہ کیسا حادثہ طبعی تھا کہ احمدیت کو کم کرنے کی بجائے اور بھی بڑھا گیا دشمنان احمدیت کو بڑھانے کی بجائے کم کر گیا اور کمتر کرتا چلا گیا یہ سلوک ،یہ اطوار، یہ ادائیں تو بلاشبہ ایسے عذاب الٰہی کی نشاندہی کر رہے ہیں جو اپنے اور غیروں میں ہمیشہ امتیاز کیا کرتا ہے۔

کوئی ہم پر شاعری کا الزام نہ دھرے اور مضمون آفرینی کے طعنے نہ دے۔ تاریخ احمدیت کا یہ دور ہی کچھ ایسا وجد آفرین ہے کہ اس کے نظارے سے طبیعت جھومنے لگتی ہے اور قلم روش روش پر دوڑتا ہے اور قابو میں نہیں رہتا۔ پس قارئین مجھے طرز تحریر کی اس تھوڑی سی تبدیلی پر معاف کریں اور معذور جانیں۔ یہ مشاہدہ بہت ہی ہیجان خیز ہے کہ وقت کا پہیہ اپنے ابدی سفر کے دوران جب طاعون کی خشمگیں فضا میں سے گزرے تو ہر دوسرے مذہب اور فرقے کو تو کمزور اور چھوٹا کر جائے لیکن احمدیت کو پہلے سے بھی بڑھ کر طاقتور اور کثیر التعداد بنا دے۔

لامذہب لوگوں کی طرف سے اس موقعہ پر ایک اعتراض یہ اٹھایا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے کہ خوف کے عام قانون کے تابع ایسا ہوا ہو۔ جب دنیا پر کوئی بڑی اور عام تباہی آتی ہے تو بالعموم زود اعتقاد عوام اس قسم کا رد عمل دکھایا کرتے ہیں۔ عوام تو عوام خواص بھی ایسے موقعوں پر یہ توہمات کا شکار ہو جاتے ہیں حتی کہ جان بچانے کے لئے تنکوں کے سہارے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ پس ممکن ہے اس قسم کی کوئی نفسیاتی کیفیت ان دنوں احمدیت کی طرف میلان کا محرک بنی ہو۔ یہ اعتراض بظاہر بڑا وزنی نظر آتا ہے لیکن جب ہم اسے حقائق کی میزان پر تولتے ہیں تو وزن میں خس کے ایک چھوٹے سے تنکے سے بھی کمتر پاتے ہیں۔ احمدیت کی طرف سے اس اعتراض کے جواب میں یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ اگر خوف و ہراس کی کوئی عام نفسیاتی کیفیت ہی احمدیت کی طرف لوگوں کے رجحان کی ذمہ دار تھی تو اس عام نفسیاتی کیفیت نے دوسرے مذاہب اور فرقوں کی مدد کیوں نہ کی اور کیوں عوام و خواص کی زود اعتقادی صرف احمدیت کی جانب ہی مائل رہی؟ احمدیت اس دعویٰ میں تنہا تو نہ تھی کہ صرف وہی امن کا نجات کا ذریعہ ہے جیسا کہ گزر چکا ہے ہر مذہب اور فرقے نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور گھبرائی ہوئی خوف زدہ اور بدکی ہوئی حواس باختہ انسانیت کو امن اور حفاظت کا وعدہ دے کر اپنی طرف بلایا۔ ان کی طرف جانے والی راہیں بظاہر زیادہ کشادہ تھیں اور کم بے خطر۔ ان راہوں میں ابتلاء اور مخالفتوں اور شدید دشمنیوں کے ویسے کانٹے نہ تھے جیسے احمدیت کی راہ میں بچھے ہوئے تھے۔ قدرت کا یہ اٹل قانون ہے کہ متحرک چیزیں کم تر مدافعت اور مزاحمت کی راہیں اختیار کیا کرتی ہیں۔ پانی ڈھلوان ہی کی طرف بہتا ہے۔ دوسرے فرقوں یا مذاہب کو قبول کرنا احمدیت کی نسبت کہیں زیادہ آسان تھا اور اپنے پہلے مذہب پر ہی جمے رہنا اس سے بھی آسان تر پھر کیوں ایسا نہ ہوا کہ اور کیوں زود اعتقادی کا پانی ان طبعی آسان تر ڈھلوانوں کو چھوڑ کر احمدیت کی پُر مشقت اور صبر آزما چڑھائی کی طرف بہنے لگا۔ لازماً کوئی مختلف اور قوی تر محرک اس سمت میں کام کر رہا تھا جو اس کے سوا نہیں ہوسکتا کہ جس شخص کو بھی قریب سے احمدیت کے حالات دیکھنے کا موقع ملا اس نے یہ فرق مشاہدہ کیا کہ طاعون احمدیوں کے ساتھ نمایاں امتیازی سلوک کرتی ہے اور دوسروں میں اگر 10 فیصدی اموات ہیں تو احمدیوں میں 10 فیصدی بھی نظر نہیں آتیں۔

اگر ہمارے طرز استدال کو قبول کرنے پر کوئی طالب حق ابھی تک متردد ہو اور مزید عقلی اور نقلی ثبوت کا مطالبہ کرے تو اس کے دل کی تسلی کے لئے ہم یہ راہ تجویز کرتے ہیں کہ سارے مشرقی یا مغربی پنجاب میں کسی ایک بھی ایسی ہندو، عیسائی، شیعہ، سنی، چکڑالوی، دیوبندی، اہل حدیث یا بریلوی بستی کی تلاش کر کے دکھائے جو طاعون کے زمانہ میں اپنا آبائی مذہب یا فرقہ ترک کر کے محض اس لئے ہندو، عیسائی، شیعہ، سنی، چکڑالوں، دیوبندی، اہلحدیث یا بریلوی ہوگئی ہو کہ اس اسے اپنے پہلے مذہب یا فرقے کے مقابلہ پر اسے نئے مذہب یا فرقہ میں بلائے طاعون سے بچنے کے زیادہ امکانات نظر آتے تھے۔ اگر کوئی ایسی بستی تلاش نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکے گا تو ہمارے پاس آئے ہم اسے سینکڑوں ایسی جماعتیں دکھائیں جو طاعون کے زمانے میں طاعون کے خوف سے امن میں آنے کی خاطر معرض وجود میں آئیں یا جن میں احمدیت اس مشاہدہ کے نتیجہ میں پہلے سے زیادہ پھیلنے لگی کہ طاعون احمدیت سے خاص رعایت کا سلوک کرتی تھی۔ ہم یہ بستیاں دکھا کر ہر شک کرنے والے فرقہ سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ آخر کیوں ایک عام نفسیاتی خوف و ہراس اور زود اعتقادی نے ساری دنیا کے بڑے بڑے طاقتور مذاہب اور فرقے چھوڑ کر احمدیت کی ایک چھوٹی سی غریب جماعت کا رخ کیا۔ اہل بصیرت کے لئے کیا اس میں کوئی نشان نہیں؟

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

بھی دنیا کے غموں کو اپنا روگ نہیں بناتا۔ بیشک نیک لوگوں کو خوف کی حالت بھی آتی ہے، غم کی حالت بھی آتی ہے لیکن وہ دنیا کے غم نہیں ہوتے، وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے غم ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کا خوف ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شعر میں فرمایا کہ ؎

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

(نشان آسمانی روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 410)

پس یہ دلدار کو راضی کرنے کی فکر اور خوف ہوتا ہے، اور یہ خوف جو ہے اُن کی توجہ دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی طرف مبذول کراتا ہے اور اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: 29) کی آواز اُن کو تسلّی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی اُن کے لئے اطمینانِ قلب کا باعث بنتا ہے جو پرانے غموں کو بھی دور کر دیتا ہے اور آئندہ کے خوفوں کے دُور ہونے کی بھی اُن کو تسلّی دلاتا ہے۔ تقویٰ پر چلنے والوں کا خوف پیار اور محبت کا خوف ہوتا ہے۔ تقویٰ کا مطلب ہی یہ ہے کہ ایسا خوف یا ایسی تڑپ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے بے چین رکھے۔ پس یہ بے چینی دل کو تقویت دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بناتی ہے۔ دنیا دار کی بے چینی اس کے برعکس دلوں پر حملہ کرنے والی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والا، محسنین میں شمار ہونے والا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ رکھتا ہے اور اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد بنتا ہے۔ پس دنیا دار اور دیندار کے غم اور خوف میں یہ فرق ہے۔

(خطبہ جمعہ 3 فروری 2012ء)

☆...☆...☆

طہارت اور پاکیزگی۔ روحانیت کے لوازم

(تحریر: ظہیر احمد)

فِیۡہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِیۡنَ

(التوبہ: 108)

ترجمہ: اس میں ایسے مرد ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ وہ پاک ہو جائیں اور اللہ پاک بننے والوں سے محبت کرتا ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں: دس باتیں فطرت انسانی میں داخل ہیں۔ قَصُّ الشَّارِبِ: مونچھیں تراشنا، وَاِعۡفَاءُ اللِّحۡيَةِ: اور داڑھی رکھنا، وَالسِّوَاكُ: اور مسواک کرنا۔ وَاسۡتِنۡشَاقُ الۡمَاءِ: اور پانی سے ناک اچھی طرح صاف کرنا۔ وَقَصُّ الۡاَظۡفَارِ: اور ناخن کاٹنا، وَغَسۡلُ الۡبَرَاجِمِ: اور انگلیوں کے پورے صاف رکھنا۔ وَنَتۡفُ الۡاِبِطِ: اور بغلوں کے بال مونڈنا، وَحَلۡقُ الۡعَانَةِ: اور زیر ناف بال کاٹنا۔ وَانۡتِقَاصُ الۡمَاءِ: اور استنجا کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں شائد وہ (کھانے کے بعد) کُلی کرنا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے انصار کی جماعت! اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ أَثۡنَى عَلَيۡكُمۡ فِي الطُّهُوۡرِ فَمَا طُهُوۡرُكُمۡ۔ اللہ تعالیٰ نے طہارت اور صفائی سُتھرائی کے بارے میں تمہاری تعریف کی ہے، پس تمہاری طہارت کیا ہے؟ انصار نے عرض کی کہ ہم نماز کے لئے وضوء کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَيۡكُمُوۡهُ یہی وہ چیز ہے اور اسی کو لازم پکڑو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ و سننھا، الاستنجاء بالماء)

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ پراگندہ حال اور بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: أَمَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعۡرَهُ۔ کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے یہ بال سنوار لے اور انہیں صاف رکھے۔ آپ ﷺ نے ایک اور شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے کچیلے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: أَمَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَاءً يَغۡسِلُ بِهِ ثَوۡبَهُ۔ کیا اسے پانی میسّر نہیں جس سے یہ اپنے کپڑے کو دھو سکے؟

(سنن ابی داؤد، اللباس، فی غسل الثوب و فی الخلقان)

حضرت عائشہ ؓ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ جمعہ کے دن اپنے گھروں اور مدینہ کے مضافات سے باری باری آتے تھے، وہ گرد میں چلتے تو انہیں گرد لگ جاتی اور پسینہ بہنے لگتا، ان میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور آپ ﷺ اس دن میرے پاس تھے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: لَوۡ أَنَّكُمۡ تَطَهَّرۡتُمۡ لِيَوۡمِكُمۡ هَذَا: کہ کاش تم آج کے دن نہا دھو لیتے تو اچھا ہوتا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، من این توتی الجمعہ وعلی من تجب)

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ان دونوں کو ان قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا: أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسۡتَتِرُ مِنَ الۡبَوۡلِ: ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چُغل خوری کرتا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب الوضو، جاءفی غسل البول)

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ: تَنَظَّفُوۡا فَاِنَّ الۡاِسۡلَامَ نَظِيۡفٌ: کہ تم صاف ستھرے رہا کرو کیونکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود صاف ستھرا ہے۔

حضرت سعید بن مُسیّب بیان کرتے ہیں کہ: اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيۡفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ: یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی پسند فرماتا ہے۔ وہ صاف ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الادب عن رسول اللہ۔ جاءفی لنظافۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعایت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر روحانی پاکیزگی سے بھی بے نصیب رہ جاتا ہے۔

(ایام صلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 332)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلَى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلَى آلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَجِيۡدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلَى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلَى آلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَجِيۡدٌ

☆…☆…☆

آج کی دعا

لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ

(سنن ترمذی ابواب الدعوات)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ، جو بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے، کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں برائیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قدرت‘‘۔

یہ تزکیہ نفس، حفاظتِ الٰہی کے حصار میں آنے کے لئے بہترین ذکرِ الٰہی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت زیرلب کہہ رہا تھا ’’لا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ‘‘۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد اللہ بن قیس ’’لا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ‘‘ کہا کر کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔‘‘

(صحیح بخاری کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةً ٦٣٨٤)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

حضرت طلق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابودرداء کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کا گھر جل گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرا گھر نہیں جلا۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا گھر جل گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا گھر نہیں جلا۔ پھر تیسرا شخص آیا اور کہا کہ اے ابودرداء ؓ! آگ لگی تھی اور جب آپ کے گھر کے قریب پہنچی تو بجھ گئی۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا۔

حاضرین مجلس نے حضرت ابودرداء ؓ سے کہا کہ آپ ؓ کی دونوں باتیں عجیب ہیں۔ پہلے (یہ کہنا) کہ میرا گھر نہیں جلا اور پھر یہ کہنا کہ مجھے علم تھا کہ اللہ ایسا نہیں کرے گا۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ یہ مَیں نے ان کلمات کی وجہ سے کہا تھا جو مَیں نے آنحضور ﷺ سے سنے تھے۔ آپ ؐ نے فرمایا تھا کہ جس نے یہ کلمات صبح کے وقت کہے اسے شام تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور جس نے شام کے وقت یہ کلمات کہے اسے صبح تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ رَبِّي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡتُ وَاَنۡتَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَلَمۡ يَشَآءۡ لَمۡ يَكُنۡ۔ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ۔ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ۔ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عِلۡمًا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ نَفۡسِي وَمِنۡ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ أَنۡتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ۔

ترجمہ: یعنی اے میرے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ مَیں تجھ پر ہی توکل کرتا ہوں اور تو ہی عرش عظیم کا رب ہے۔ اور جو تو نے چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا وہ واقعہ نہ ہوا۔ اعلیٰ اور عظمت والے اللہ کے سوا کسی کو کوئی طاقت حاصل نہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ اے اللہ مَیں اپنے نفس کے شر اور ہر اس جاندار کے شر سے جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ یقیناً میرا رب سیدھے راستہ پر ہے۔

(خطبہ جمعہ 15 اگست 2003ء)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

دو بزرگ۔ دو کتابیں

(عبدالباسط شاہد۔ لندن)

1960ء کی دہائی کے ابتدائی سالوں کی بات ہے۔ استاد محترم حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کراچی تشریف لائے۔حضرت مولوی صاحب کی آمد سے ساری جماعت خوش ہوتی تھی۔ کئی جلسوں اور ملاقاتوں کا اہتمام ہوتا تھا اور خوب چہل پہل اور رونق رہتی تھی۔حضرت مولوی صاحب سے ان کے ایک پرانے ملنے والے نے پرانی باتوں کی یاد دلاتے ہوئے بااصرار درخواست کی کہ وہ ان کے ہاں تشریف لائیں۔حضرت مولوی صاحب اپنے اس پرانے جاننے والے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ان کے ہاں جانے کو تیار ہو گئے۔ جیسا کہ احباب جانتے ہیں کراچی میں تانگے بہت کم چلتے تھے، تاہم اس محلے میں جہاں وہ صاحب رہتے تھے وہاں تانگوں کا رواج تھا۔حضرت مولوی صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تانگے پر سوار جا رہے تھے کہ اتفاق سے وہ تانگہ راستہ میں الٹ گیا ۔حضرت مولوی صاحب کو چوٹیں آئیں۔ ڈاکٹری معائنے اور ایکسرے وغیرہ سے پتہ چلا کہ حضرت مولوی صاحب کی تین چار پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں اور ان کا علاج سیدھے لیٹے رہنا اور آرام کرنا ہے۔ خاکسار ان دنوں کراچی میں مربی تھا۔حضرت مولوی صاحب سے ملنے گیا۔مولوی صاحب اپنے شاگردوں کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ خاکسار واپس آنے لگا تو حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب اور تو کوئی کام نہیں ہے لیٹے لیٹے مطالعہ ہی کیا جاسکتا ہے۔ آپ دوبارہ آئیں تو کوئی کتاب لیتے آئیں۔ خاکسار نے اس وقت تو بخوشی یہ ذمہ داری لے لی کیونکہ خاکسار کی رہائش دارالمطالعہ بندر روڈ (ایم اے جناح روڈ) پر تھی۔ اس لئے یہ کام بہت آسان لگا تاہم جب میں کتاب کا انتخاب کرنے لگا تو مجھے اس کام کی مشکل کا احساس ہوا۔ اگر تفسیر یا حدیث کی کوئی کتاب لے جاؤں تو وہ حضرت مولوی صاحب نے متعدد مرتبہ پڑھی ہوئی ہو گی۔ اگر کوئی اور کتاب لے جاؤں گا تو خود میرے ذوق مطالعہ کا بھی خوب اندازہ ہو سکے گا... آخر سوچ سوچ کر ’’ناقابل فراموش‘‘ جو مشہور صحافی دیوان سنگھ مفتون کی ایک کتاب ہے لے گیا۔حضرت مولوی صاحب نے اسے پسند فرمایا۔ بعض واقعات پڑھے، ان پر تبصرہ بھی ہوتا رہا۔ ایک دن خاکسار نے عرض کیا کہ یہ کتاب سردار صاحب موصوف کی ان یادوں پر مشتمل ہے جو وہ کبھی کبھار اپنے اخبار ’’ریاست‘‘ میں شائع کیا کرتے تھے۔ اگر آپ بھی اپنے ماہنامہ ’الفرقان‘ میں اسطرح اپنی زندگی کے واقعات تحریر فرمائیں تو ہم جیسے آپ کے شاگردوں اور جماعت کے دوسرے افراد کیلئے بھی بہت دلچسپ اور مفید ہوں گے۔ خاکسار کی بات پر حضرت مولوی صاحب نے کچھ تامل کے بعد فرمایا کہ مجھے اور بھی کئی لوگوں نے کہا ہے اب آپ نے بھی توجہ دلائی ہے۔ دیکھیں خدا تعالیٰ کو کیا منظور ہے... میری خوشگوار حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے کچھ عرصہ کے بعد رسالہ الفرقان میں ’’حیاتِ ابی العطاء‘‘ کے عنوان سے حضرت مولوی صاحب کی زندگی کے واقعات پڑھے۔ یہ واقعات اب ’’خالد احمدیت‘‘ کتاب کی زینت ہیں اور ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب لمبا عرصہ کراچی میں مربی رہے۔ خاکسار کی خوش قسمتی ہے کہ میری ابتدائی تقرری کراچی میں ہوئی ۔حضرت مولوی صاحب سے براہ راست استفادہ کا موقع ملا۔ کراچی سے حضرت مولوی صاحب غانا تشریف لے گئے خاکسار بھی کراچی کے بعد ملتان، حیدرآباد وغیرہ مقامات پر رہا اور جب حضرت مولوی صاحب بطور ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں خدمات بجا لا رہے تھے تو اس وقت بھی ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل گیا۔ الحمدللہ۔

ان دنوں خاکسار کی بطور مربی لاہور میں تقرری ہوئی۔حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب ہم لاہور میں آپ کے پاس ہی رہا کریں گے۔ خاکسار نے اپنے دل میں سوچا کہ حضرت مولوی صاحب کے لاہور میں ہزاروں جاننے والے ہیں، حضرت مولوی صاحب کے رشتہ دار بھی لاہور میں ہی موجود ہیں، میرے جیسے درویش کو حضرت مولوی صاحب کی میز بانی کا شرف کہاں حاصل ہو گا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد آپ کا لاہور آنے کا پروگرام بن گیا اور مجھے بھی اپنی اس خوش قسمتی کی اطلاع مل گئی کہ حضرت مولوی صاحب میرے پاس تشریف لائیں گے ۔ لاہور کے احباب خوب جانتے ہیں دہلی دروازہ کی پرانی مسجد کے ساتھ مربی کی پرانی طرز کی رہائش گاہ ہوتی تھی۔ خاکسار مرکز سے جاتے ہوئے اپنا بستر ساتھ لے گیا تھا اور اس طرح وہاں میری کل کائنات ایک چارپائی اور چند کتابیں ہی تھیں۔ بہرحال جماعت نے حضرت مولوی صاحب کی رہائش کا انتظام کر دیا۔ برسبیل تذکرہ یہ بھی ذکر کر دوں کہ جب خاکسار نے حضرت مولوی صاحب سے ناشتہ کیلئے پوچھا تو انہوں نے سادہ نان، مکھن اور چائے کی فرمائش کی ... جس بات کا یہاں ذکر کرنا مطلوب ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے دوپہر کے وقت کچھ مطالعہ کرنا چاہا اور میری کتابوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہاں جوش ملیح آبادی کی مشہور کتاب ’’یادوں کی بارات‘‘ رکھی تھی جو میرے ایک جاننے والے یہ کہہ کر مجھے دے گئے تھے کہ آج کل یہ نئی کتاب آئی ہے شاید آپ نے ابھی نہیں دیکھی ہو گی یادوں کی بارات میں جوش صاحب نے بہت کھل کر اپنی آزاد روی کا ذکر کیا ہے۔حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ میں وہ کتاب دیکھ کر مجھے کچھ گھبراہٹ ہوئی ہم عصر کی نماز کیلئے مسجد میں گئے۔حضرت مولوی صاحب نے نماز پڑھائی اور پھر ہم میں سے کسی کی درخواست پر نہایت عمدہ برجستہ نصائح فرمائیں۔ یہاں یہ بتانے یا لکھنے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ حضرت مولوی صاحب میدان خطابت کے شہسوار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خوبیوں سے نوازا تھا ان میں قوت بیان کی خوبی بہت نمایاں تھی ۔حضرت مولوی صاحب نے ان نصائح کے درمیان فرمایا کہ ابھی میں جوش صاحب کی کتاب ’’یادوں کی بارات‘‘ دیکھ رہا تھا (خاکسار تو کچھ اور دبک کر بیٹھ گیا کہ نجانے کیا ذکر ہونے لگا ہے) اس میں جوش صاحب نے ایک بزرگ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ لوٹے اور مصلے کے آدمی تھے جبکہ میں جام و ساغر کا آدمی ہوں۔ وہ کوئی نماز چھوڑتے نہیں تھے اور میں ادھر کا رُخ بھی نہیں کرتا۔ وغیرہ، مگر اس بزرگ کا بہت اچھے رنگ میں ذکر کیا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے کہ جو بھی کسی احمدی کو ملے اور دیکھے وہ اس کی نیکی سے ضرور متاثر ہو۔

حضرت مولوی صاحب نے شہد کی مکھی کی طرح اس کتاب سے بھی اچھی اور اپنے مطلب کی بات حاصل کر لی۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی نیکیوں کو قائم رکھے۔ بہترین جزا سے نوازے اور ہمیں ان خوبیوں سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمدردی مخلوق

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

مخلوق خدا کی ہمدردی اور ان کی خدمت کا ایک موقع اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جائے۔ بیماروں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو فضل عمر ہسپتال میں دور و نزدیک سے آتی ہے لیکن وہ اپنا علاج معالجہ خود کروانے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ احمدی احباب و خواتین کے عطیات کے ذریعہ ہی انہیں علاج کی ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن سب ضرورت مندوں کیلئے یہ خدمت بجالانا احباب جماعت کے خاص تعاون سے ہی ممکن ہے احباب و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے عطایا جات ہسپتال کی مد امداد نادار مریضاں اور مد ڈویلپمنٹ میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

تقریب آمین

اللہ تعالی کے فضل سے مؤرخہ 14جون 2020 ء کو عزیزہ سلمانہ کنول بنت مکرم شفیع محمد میمن صاحب مربی سلسلہ تنزانیہ کی تقریب آمین بذریعہ آن لائن منعقد ہوئی۔ تقریب کے آغاز میں عزیزہ ھبۃ الحئی سوسن نے تلاوت قرآن کریم کی جس کے بعد عزیزہ نابغہ صباحت نے ’’قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا‘‘ نظم پڑھی۔

سلمانہ کنول نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کیا ہے اور بچی کو اس کی والدہ ریحانہ عفت صاحبہ نے قرآن پڑھانے کی توفیق حاصل کی ہے۔

تقریب آمین میں مکرم شفیع محمد میمن صاحب نے بیٹی سے قرآن کریم سنا جس کے بعد بچی کے دادا مکرم محمد صدیق میمن صاحب نے دعا کروائی۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) کی خدمت میں دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالی بیٹی کو قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق عطا فرماتا رہے اور اس پاکیزہ تعلیم پر عمل کرنے والی بنائے۔ آمین

تقریب آمین

خاکسار کی بیٹی عزیزہ اریج ظہور کو چار سال دس ماہ کی عمر میں قرآن پاک کا دور مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ بچی کو قرآن پڑھانے کی سعادت اسکی والدہ روبینہ ظہور صاحبہ کو ملی۔

اس سلسلہ میں ایک تقریب آمین کا انعقاد کیا گیا جس میں وڈیو لنک کے ذریعے پاکستان جرمنی اور یو کے سے عزیزوں نے شرکت کی اس طرح یہ انٹرنیشنل آمین بن گئی۔ تقریب کا آغاز عزیزم خواجہ سفیر احمد کی تلاوت سے ہوا پھر مختلف بچوں نے نظمیں پڑھیں جن میں عزیزہ سمیط ظہور (uk)، عزیزہ فائزہ فواد (ربوہ)، عزیزہ فضہ فواد (ربوہ) عزیزم مصور احمد (اسلام آباد) اور عزیزم قمر احمد (uk) شامل ہیں۔ بعد ازاں بچی کے دادا مکرم خواجہ منظور صادق (اسلام آباد پاکستان) نے بچی سے قرآن سنا۔

دعا سے قبل انھوں نے درثمین سے چند دعائیہ شعر ترنم سے پڑھے۔

آخر میں مکرم اشرف ضیاء صاحب مربیٔ سلسلہ جرمنی نے دعا کروائی۔

احباب سے عزیزہ کی درازئ عمر اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔

(خواجہ ظہور احمد بولٹن UK)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سانحہ ارتحال

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم عبدالعزیز خان صاحب مورخہ 20 جولائی 2020ء کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں وفات پا گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم اللہ کے فضل سے انتہائی مخلص خادم دین تھے۔ خوشاب، قصور اور شاہدرہ میں مختلف جماعتی ذمہ داریاں جیسے قائد خدام الاحمدیہ، سیکرٹری مال، سیکرٹری تعلیم القرآن اور امام الصلوۃ، ادا کرنے کی توفیق پائی۔ شاہدرہ میں کئی بچوں کو قرآن کریم بڑھایا پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد کے پابند، بکثرت ذکر الٰہی کرنے والے اور لازمی چندہ جات کے علاوہ دیگر جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔

ہمارے خاندان میں احمدیت حضرت مولوی فضل دین صاحب خوشابی کے ذریعہ آئی آپ کا شمار 313 صحابہ میں ہوتا ہے آپ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اشتہارات پڑھ کر 1895ء میں بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی زیارت کے کے لئے دو مرتبہ قادیان تشریف لے گئے۔ سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی میں چندہ دینے والوں کی فہرست میں آپ کا نام درج فرمایا ہے (تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 310)

حضرت مولوی صاحب ابتدائی موصیان میں سے تھے انہوں نے 1906ء میں اپنی جائیداد کے 5/1 حصہ کی وصیت کی۔ ستمبر 1908ء میں آپکی وفات خوشاب شہر میں ہوئی یہیں تدفین کی گئی۔ اور آپ کا کتبہ مقبرہ بہشتی قادیان کی چار دیواری خاص میں لگا ہوا ہے۔ جب آپکی وفات کی خبر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو دی گئی تو فرمایا:۔

”ان کا جنازہ جمعہ کے دن پڑھا جائے۔ بڑے مخلص آدمی تھے اور بڑے دلیر مخلص تھے۔

(بدر۔ 22 ستمبر 1908ء)

حضرت مولوی فضل دین صاحب خوشابی خاکسار کے والد محترم حافظ مولوی عبدالکریم خان صاحب کے ماموں تھے۔ آپکو نصف صدی سے زائد عرصہ نماز تراویح میں قرآن کریم سنانے کی توفیق ملی اور مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت دین کی سعادت حاصل ہوئی۔ درجنوں احباب کو آپ کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم برادرم عبدالعزیز خان صاحب کو خلافت سے عشق تھا

دو مرتبہ قادیان جانے کی سعادت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹیوں سے نواز اور انکی نہائت اچھی تربیت کی آپکے ایک داماد مکرم احمد عرفان صادق صاحب مربی سلسلہ۔ ہیں۔

جس دن برادرم عبدالعزیز خان صاحب کی وفات ہوئی اسی دن خاکسار کے بھانجے مکرم۔ سلیم احمد خان صاحب لاہور کی اہلیہ مکرمہ فریدہ بیگم صاحبہ کی بھی۔ وفات ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

(عبدالستار خان مربی سلسلہ کولمبیا)

وصیت فورم مجلس انصار اللہ یو کے

(رپورٹ: محمد محمود خان۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ یو کے)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 24 جولائی 2020ء کو مجلس انصار اللہ یو کے کو پہلی بار آن لائن وصیت فورم منعقد کروانے کی توفیق ملی۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضورِ اقدس کی دعاؤں سے پروگرام بہت کامیاب رہا اور تقریباً ایک گھنٹہ اور تیس منٹ تک جاری رہا اس پروگرام سے تقریباً 2000 سے زائد احباب و خواتین نے براہِ راست دیکھا اور مستفید ہوئے۔

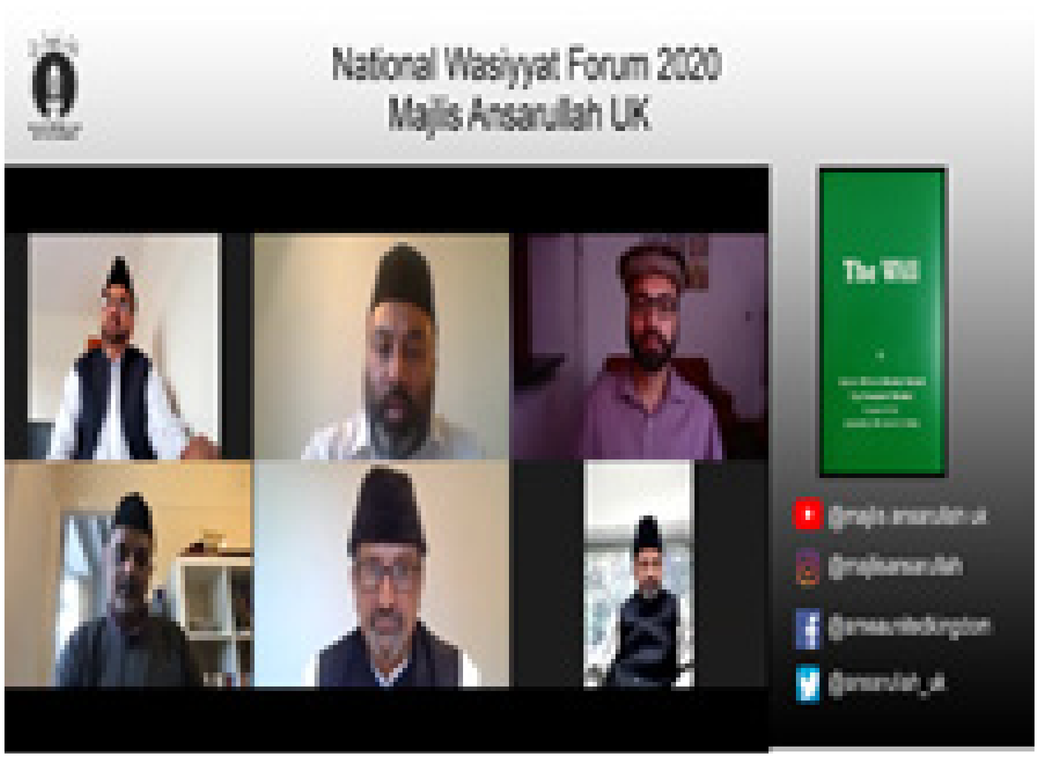

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم طاہر محمود مبشر صاحب مربی سلسلہ نے کی اس کے بعد حضورِ اقدس کا خطاب جو کہ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یو کے 2009 کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا اس کا کچھ حصہ جس میں حضورِ اقدس نے وصیت کے متعلق ہدایات فرمائیں تھیں سنایا گیا بعد ازاں اس کا انگریزی ترجمہ بھی بیان کیا گیا۔ اس فورم کی پہلی تقریر مکرم فضل الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ اور قائد تربیت کی تھی، جس میں آپ نے اقتباسات حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کی روشنی میں نظام وصیت کی اہمیت بیان کی۔ بعد ازاں مکرم فہیم انور صاحب نائب صدر صف دوئم نے وصیت پر اپنی پریزنٹیشن دی۔

پروگرام کے مطابق بزریعہ یو ٹیوب براہِ راست سوالو جواب کے لیے بھی وقت رکھا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاملین نے بھر پور طریقہ سے سوال و جواب میں حصہ لیا جوابات دینے کے لئے ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن صدر مجلس انسار اللہ یو کے کے علاوہ مکرم مسرور احمد صاحب سیکرٹری وقفِ نو یو کے، مکرم فضل الرحمٰن صاحب قائد تربیت اور مکرم طاہر محمود مبشر صاحب مربی سلسلہ شامل تھے۔

صدر مجلس انصار اللہ نے آخر میں تمام شاملین اور اس کا انعقاد کرنے والی ٹیم کا شکریہ ادا کیا اور پروگرام کے اختتام پر اختتامی دعا کروائی۔

پروگرام کی تیاری کے سلسلہ می عرض ہے کہ یو کے بھر کے تمام صف دوئم کے غیر موصی انصار کو سپیشل ٹارگٹ کیا گیا تھا۔ ہر صف دوئم غیر موصی ناصر کو کتاب الوصیت بزریعہ پوسٹ بھجوائی گئی جس کی تعداد 800 سے زائد ہے، اسی طرح تمام صف دوئم غیر موصی انصار کو ای میل کے ذریعہ بھی کتب مہیا کی گئیں۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضلوں سے خاکسار کو مورخہ 19 جولائی 2020ء کو پہلے بیٹے عزیزم باسل احمد صدیق سے نوازا ہے۔ نومولود اللہ کے فضل سے واقف نو ہے۔ بچے کے دادا کا نام مکرم محمد صدیق اور نانا کا نام مکرم اعجاز احمد ہے۔ قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے بچے کے نیک اور دیندار ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(فائز احمد صدیق صدر جماعت OLPE جرمنی)

طلوع وغروب آفتاب

12 اگست 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:37	18:53
مدینہ منورہ	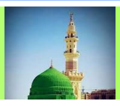	04:31	18:58
قادیان		04:22	19:15
ربوہ		04:02	18:56
اسلام آباد ٹلفورڈ	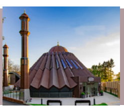	04:16	20:30